لاہور کی قدیم ثقافت کی واپسی

لاہور کے نئے اور پرانے حکمران ہر بات بھول جاتے ہیں لیکن وہ لاہور کو خوبصورت شہر بنانے کا دعویٰ کرنا نہیں بھولتے۔ سابق حکمرانوں کا دعویٰ تھا کہ وہ لاہور کو ایشیا کا خوبصورت ترین شہر بنادیں گے۔ یہ وعدہ بھی کیا گیا کہ اگر شہروں کا مقابلہ حسن ہوا تو اس مقابلے میں لاہور اول آئے گا۔ پرانے حکمرانوں کی طرح نئے حکمرانوں کا دعویٰ ہے کہ وہ دیگر عوامی مسائل حل نہ ہونے کے باوجود لاہور کی پرانی ثقافت لوٹا کر دم لیں گے۔ چنانچہ لاہور کے معروف خوش خوراک علاقے گوالمنڈی کو فوڈ سٹریٹ قرار دیا گیا۔ گوالمنڈی میں فوڈ میلہ بھی منعقد ہوا جس میں گورنر پنجاب نے اعلیٰ اہلکاروں کے ساتھ مل کر مچھلی اور کباب کھائے۔ فوڈ میلے کے ساتھ ہی اعلان کیا گیا کہ لیجئے ہم نے قدیم لاہور کی ثقافت واپس لانے کا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

اس خوشگوار واقعہ کے اگلے روز ہارٹی کلچر اتھارٹی کی طرف سے اعتراف کیا گیا کہ لاہور کے اکثر پرانے باغات اور پارک تباہ ہو چکے ہیں یا تباہ ہونے کے کنارے کھڑے ہیں۔ گوالمنڈی جیسے قدیم خوش خوراک علاقے میں فوڈ میلہ ایک اچھی علامت ہے۔ لاہور خوش خوراکی میں ہمیشہ مشہور رہا ہے۔ اگر اس علاقے میں فوڈ میلے کا اہتمام نہ بھی کیا جاتا تو بھی گوالمنڈی کی صحت پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ ہمیں ان نئی سہولتوں اور مراعات کا بھی علم نہیں جو نئی فوڈ سٹریٹ کو دی گئی ہیں۔ اگر ایسی سہولتیں موجود ہیں تو اہل لاہور یقیناً ان سے فائدہ اٹھائیں گے اور لاہور کی خوش خوراکی میں مزید اضافہ ہوگا۔

اخباری خبروں سے پتہ نہیں چلتا کہ گورنر پنجاب نے گوالمنڈی میں بیٹھ کر مفت مچھلی کباب کھائے یا لاہور کے عام گاہکوں کی طرح انہیں ان چیزوں کی قیمت ادا کرنا پڑی۔ گورنر پنجاب قریباً ہر اتوار لاہور کی اتوار مارکیٹوں میں جاتے اور کھانے پینے والی اشیاء کی قیمتیں دریافت کرتے ہیں۔ لاہور کے تاجروں کو قیمتیں اعتدال پر رکھنے کا بزرگانہ مشورہ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بیشتر تاجران کی بزرگانہ رائے کو بصد احترام نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور اشیائے خوردنی اسی بھاؤ فروخت ہوتی ہیں۔ توقع ہے کہ انہوں نے حسب معمول گوالمنڈی میں بکنے والی مچھلی کی قیمت ضرور دریافت کی ہوگی۔ گوالمنڈی میں تلی ہوئی مچھلی کا نرخ دو سو پچیس روپے فی کلو ہے۔

اندھیرے اجالے

عبدالقدیر رشک

ظاہر ہے کہ لاہور کا کوئی غریب صارف اڑھائی سو روپے کی مچھلی کھانے یا اپنے بچوں کو کھلانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ فوڈ سٹریٹ کے قیام پر نئے مچھلی [illegible] کا اعلان نہیں کیا گیا چنانچہ فوڈ سٹریٹ تو اپنی [illegible] رہے گی البتہ دو سو پچیس روپے میں مچھلی [illegible]یدنا اور کھانا ایک توجہ طلب مسئلہ ہے۔

دنیا کے بہت سے مسائل افتتاحیہ تقریب سے نہیں جامع منصوبہ بندی سے حل کئے جاتے ہیں۔ بقول بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح قدرت نے پاکستان کو قدرتی وسائل مہیا کرنے میں فیاضیوں سے کام لیا ہے۔ مثلاً صوبہ پنجاب کی ایک سروے رپورٹ کے مطابق صوبے میں چالیس ہزار ایسے دیہاتی جوہڑ اور تالاب موجود ہیں جہاں بافراط مچھلی پیدا کی جاسکتی ہے لیکن ان میں سے بیشتر تالاب بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ اگر مچھلی کی پیداوار بڑھے گی تو گوالمنڈی میں مچھلی کی قیمت کم ہو جائے گی۔ اس صورت میں ہم جیسے غریب لوگ بھی فوڈ سٹریٹ میں مچھلی کھانے کا شوق پورا کر سکیں گے۔ اس مقصد کے لئے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے لیکن موجودہ حکمران منصوبہ بندی کا تکلف فرمانا نہیں جانتے۔ ویسے ایک زمانے میں دیہاتی تالابوں میں مچھلی کی پیداوار بڑھانے کا پروگرام بنایا گیا تھا اور اس کی پیداوار بھی بڑھی تھی اور مچھلی کی قیمت کم ہو گئی تھی۔

لاہور کو دنیا کا جدید اور خوبصورت شہر بنانے کے شوق میں جو باغات اور پارک کاٹے گئے ان میں پنجاب اسمبلی کے پیڑ، سندر داس روڈ کے وہ درخت جنہیں دیکھ کر سندر بن بے اختیار یاد آتا تھا، اور شاہراہ قائد اعظم کے وہ درخت، جن کی موجودگی مال روڈ کو ٹھنڈی سڑک ہونے کا اعزاز بخشتی تھی، شامل ہیں۔ اہل لاہور نے ان باغات اور پارکوں کی کٹائی پر احتجاج کیا تو انہیں یقین دلایا گیا کہ اسمبلی ہال کے سامنے جاپانی درختوں کی شجرکاری کی جائے گی۔ شاہراہ قائد اعظم کو دوبارہ ٹھنڈی سڑک بنایا جائے گا۔ سندر داس روڈ کے سائے لوٹ آئیں گے لیکن اب تک یہ وعدہ کیوں پورا نہیں ہوا کسی کو علم نہیں۔

بوٹا بوٹا پتا پتا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

لاہور کے زندہ دل شہری چھوٹی سی بات پر خوش ہو جاتے ہیں۔ وہ گوالمنڈی کو فوڈ سٹریٹ بنانے پر بھی خوش ہیں۔ اہل لاہور کا مطالبہ ہے کہ وہ حکومت سے گھوڑا ہاتھی نہیں مانگتے انہیں لاہور کا پرانا "امن" لوٹا دیا جائے۔ انہیں قدیم لاہور کا امن مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔ قدیم لاہور اور اس کی ثقافت کا اصل سرمایہ امن اور سکھ چین تھا۔ لاہور کو چاہئے ایشیا کا چندے آفتاب اور چندے ماہتاب بنایا جائے البتہ انہیں وہ شہر ضرور لوٹایا جائے جو خیر و برکت کا شہر کہلاتا تھا جہاں سال کے سال سرخ یا کالی آندھی آنے پر خدشہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ ملک کے کسی شہر میں کوئی بے گناہ شہری قتل ہوا ہے۔